بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکمل صحیح اسلامی عقیدہ

قسط اوّل

مؤلف

منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

مدیر اعلیٰ ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور

مقرر ریڈیو و ٹیلی ویژن پاکستان

ملنے کا پتا

جامع مسجد نگینہ، A-977، بلاک بی III، گجر پورہ (چائنہ) سکیم لاہور

☎ 042-6823128,6846677,0300-4274936

Web:http://www.seedharastah.com

E-Mail: info@seedharastah.com

فہرست مضامین

۱	عرض حال۔	۳
۲	تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔	۷
۳	تفسیر ابن کثیر میں ہے۔	۷
۴	تفسیر مظہری میں ہے۔	۸
۵	تفسیر روح البیان میں ہے۔	۸
۶	تفسیر روح المعانی میں ہے۔	۱۰
۷	رسول کریم ﷺ کی دُعا۔	۱۵
۸	قربِ الٰہی۔	۱۶
۹	قرآنِ مجید اور احادیثِ مبارکہ سے شفاعت کا ثبوت۔	۱۹
۱۰	اختیارِ شفاعت۔	۱۹
۱۱	پیغامِ شفاعت اور خبر غیب۔	۲۱
۱۲	حدیثِ شفاعت۔	۲۳
۱۳	شفاعت واجب۔	۲۹
۱۴	اُمتی شفاعت کریں گے۔	۳۰
۱۵	روزہ اور قرآنِ مجید شفیع۔	۳۱
۱۶	فہرست کتب۔	۳۲

عرض حال

انجمن اشاعت دین اسلام (رجسٹرڈ) پنجاب "عقائد کی پختگی، اعمال کی درستگی خوفِ خدا ﷻ اور محبت رسولِ کریم ﷺ" کی تحریک، اللہ تبارک وتعالیٰ کی توفیق سے بڑی کامیابی سے چلا رہی ہے۔ اس کے اثرات اندرون ملک اور بیرون ملک بھی نظر آرہے ہیں۔ وہ لوگ جو ہر وقت اعمال کی صحت کی گفتگو کرتے تھے۔ اب صحیح عقائد کی حقیقت واہمیت اُن کے ذہن وضمیر کو دستک دے رہی ہے۔ مفتی عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز نے اپنے لیکچر بعنوان "**العقیدہ الصحیة و ما یضادھا**" میں اِن الفاظ میں اس حقیقت کا احساس کیا ہے۔ کہتے ہیں "صحیح عقیدہ دین اسلام کی بنیاد ہے اور ملتِ اسلامیہ کی اَساس اسی پر قائم ہے۔ یہ بات کتاب وسُنّت کے دلائلِ شرعیہ سے واضح اور ثابت شدہ ہے کہ انسان کے تمام اقوال وافعال اُسی وقت صحیح اور بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہوں گے جب کہ اُس کا عقیدہ صحیح اور درست ہو اگر کسی شخص کا عقیدہ صحیح نہیں ہے تو اُس کے سارے اقوال اور اعمال بیکار اور عند اللہ اُن کا کوئی اعتبار نہیں۔" (ص:۳)

"صحیح اسلامی عقیدہ" کے عنوان سے مدرسہ دار السنہ اسلامک کالج تاجپورہ لاہور کے مدرس ابراہیم سلفی (ایم۔اے) نے ایک پمفلٹ شائع کیا ہے۔ اُس میں اُنہوں نے بھی لکھا ہے۔ "عقائد کی اِصلاح اور ایمانیات کی درستگی ہی حقیقی فوز وفلاح کی گارنٹی ہے۔ اعمال کی قبولیت کا دارومدار بھی اِنہی پر ہے۔ اِسی لئے قرآن وحدیث کا بہت بڑا حصہ اِن کی درستگی اور پختگی کی دعوت دیتا ہے"۔ (ص:۲)

عقائد اور نظریات، ایمانیات اور اعتقادیات الفاظ اور تحریروں کا نام نہیں بلکہ اقرار ' باللسان اور تصدیق ' بالقلب کا نام ہے۔ عقائد ونظریات، ایمانیات اور اعتقادیات تبھی درست اور صحیح ہوں گے اگر پورے قرآنِ مجید پوری سورتوں اور ہر ہر

آیتِ مقدسہ پر مکمل ایمان ہو۔ یہ عقیدہ اور ایمان کیا ہوا کہ جس آیتِ مبارکہ کو دِل نے چاہا مان لیا اور جس آیتِ مبارکہ کو چاہا رد کر دیا یا لوگوں سے چھپا لیا۔ (نعوذ باللہ)

اعتقادیات میں سب سے اوّل اللہ تبارک وتعالیٰ کو واحد، صمد، لم یلد ولم یولد، ازلی، ابدی، سرمدی، واجب الوجود اور وحدہ لاشریک ماننا ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کی صفات کو اُس کی ذاتی اور حقیقی صفات ماننا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سورۂ بنی اسرائیل کی آیتِ مبارکہ نمبر ۱۱۱ میں ارشاد فرماتا ہے: وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا ○ ''اور (اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) فرما دیں تمام خوبیاں اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے لئے ہیں جس نے اپنے لئے بچہ اختیار نہیں کیا اور بادشاہی میں اُس کا کوئی شریک نہیں اور وہ کمزور نہیں کہ کوئی اُس کا مددگار اور حمایتی ہو اور اُس کی بڑائی بولنے کو تکبیر کہیں''۔

قرآنِ مجید اور احادیثِ مبارکہ ''توحید'' ربّانی کے ساتھ ساتھ عظمت اور تعظیم وتوقیر محبوب کبریا، رحمۃ اللعالمین، خاتم النبیین ﷺ اور آپ کی ذات وصفات اور معجزات اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے فضائل ومعجزات بھی بیان فرماتے ہیں۔

نیز صحابہ کرام، اہلِ بیت عظام رضی اللہ عنہم اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ کی عظمتیں اور کرامتیں بیان کرتے ہیں۔ اِن تمام باتوں کو ماننا عقیدہ توحید رکھنے کے لئے ضروری ہے۔ کیونکہ اِن عظیم ہستیوں کی عظمتیں عظیم الشان ''حقیقی کتاب التوحید'' قرآنِ مجید میں بیان ہیں۔

''توحید'' انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام رحمہم اللہ تعالیٰ کی عظمت کے انکار کا نام نہیں بلکہ تقاضائے عقیدۂ توحید ہے کہ اِن کا اقرار کیا جائے۔ کیونکہ یہ بات بھی صحیح عقیدہ اور ایمان کے درست ہونے کے لئے ضروری ہے۔

قرآنِ مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا اِرشادِ مبارک ہے:

اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ○ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ

وَرَسُوْلِہٖ وَ تُعَزِّرُوْہُ وَ تُوَقِّرُوْہُ ؕ وَ تُسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًاo (الفتح:۹)

''بیشک ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بھیجا ہے گواہ بنا کر اور خوش خبری دینے والے اور ڈر سنانے والے تا کہ اے لوگو! تم اللہ (عزوجل) اور اُس کے (پیارے) رسول (کریم صلی اللہ علیہ وسلم) پر اِیمان لاؤ اور (رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعظیم وتوقیر کرو اور صبح و شام اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی پاکی بیان کرو۔''

صحیح عقیدہ تبھی ہوگا جب اللہ تبارک وتعالیٰ کو ایک اور انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاءِ عظام رحمہ اللہ تعالیٰ کی عظمت وشان اور معجزات وکرامات کو تسلیم کیا جائے۔ اور اُن کے ادب واحترام اور تعظیم وتوقیر کو جزوِ ایمان بنایا جائے۔

انجمن اشاعت دین اسلام (رجسٹرڈ) پنجاب کی عقائد کی پختگی، اعمال کی درستگی، خوف خدا عزوجل اور محبت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریک بفضلہٖ تعالیٰ دن بدن مقبول عام ہورہی ہے۔ اِسی ضمن میں یہ پمفلٹ قارئین کرام کی خدمت میں پیش ہے۔ جس کا عنوان ہے ''مکمل صحیح اِسلامی عقیدہ'' یہ پہلی قسط ہے جو مدرس محمد ابراہیم سلفی (ایم۔اے) کے پمفلٹ ''صحیح اسلامی عقیدہ'' کو پڑھ کر پیش کی جارہی ہے۔ موصوف کے پمفلٹ سے اِس پمفلٹ میں زیر بحث موضوع کا فوٹو بھی پیش خدمت ہے۔

قارئین کرام مدرس موصوف سے پمفلٹ منگوا سکتے ہیں۔ پھر ''صحیح اسلامی عقیدہ'' اور ''مکمل صحیح اسلامی عقیدہ'' کا موازنہ کر کے اندازہ فرما سکتے ہیں کہ کس پمفلٹ کو پڑھ کر صحیح عقیدہ کا پتا چلتا ہے۔

خیر اندیش

منیر احمد یوسفی عفی عنہ

جمعیتِ اہلحدیث لاہور کے ایک مدرس نے ایک پمفلٹ شائع کیا ہے۔ جس کا عنوان ہے ''صحیح اسلامی عقیدہ'' اِس میں ۱۸ ضمنی عنوانات کے تحت ''آیاتِ قرآنیہ'' کے ترجمے شائع کئے گئے ہیں۔

ایک عنوان ہے ''دُعاؤں میں انبیاء واولیاء کا وسیلہ اِس لئے ڈالنا کہ وہ ہمیں اللہ کے قریب کردیں گے اور ہماری سفارش اللہ کے ہاں کریں گے مشرکانہ عقیدہ ہے''۔ (من وعن)

پمفلٹ سے نقل ملاحظہ فرمائیں

17۔ دعاؤں میں انبیاء اور اولیاء کا وسیلہ اس لیے ڈالنا کہ وہ ہمیں اللہ کے قریب کردیں گے اور ہماری سفارش کریں گے، مشرکانہ عقیدہ ہے

﴿وَ يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَ لَا يَنْفَعُهُمْ وَ يَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ﴾ (یونس: ۱۸)

''اور یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو ان کو نقصان نہ پہنچا سکیں اور نہ ان کو نفع پہنچا سکیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں۔''

﴿اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى﴾ (الزمر: ۳)

''اور جن لوگوں نے اللہ کے سوا اولیاء بنا رکھے ہیں اور (کہتے ہیں کہ ہم ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ (وہ بزرگ) اللہ کے نزدیکی کے مرتبہ تک ہماری رسائی کردیں۔''

پہلی بات، عنوان کا آیاتِ مبارکہ سے کسی قسم کا تعلق نہیں۔

مکہ مکرمہ میں صورت حال یہ تھی کہ لوگ پتھر کے بتوں کو معبود بنا کر اُن کی پوجا کرتے تھے اور اُن کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں اپنا سفارشی سمجھتے اور بتاتے تھے۔ اسلام کے ماننے والے صاحبِ ایمان لوگوں کا بتوں سے نہ تو کوئی تعلق اور عقیدت و احترام ہے اور نہ ہی اطاعت وفرمانبرداری۔ سارے کے سارے بت پرست نبی کریم ﷺ کے منکر اور دشمنانِ اسلام تھے اور ہیں۔ آیتِ مبارکہ ہے۔

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآ ءُ نَا عِنْدَاللّٰهِ ؕ قُلْ اَ تُنَبِّئُوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ (یونس:۱۸)

''اور یہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو نقصان پہنچا سکیں اور نہ ان کو نفع پہنچا سکیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ (عزوجل) کے پاس ہمارے سفارشی ہیں۔ (اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) فرمائیں کیا اللہ (تبارک وتعالیٰ) کو وہ بات بتاتے ہو جو اُس کے علم میں نہ آسمانوں میں ہے نہ زمین میں؟ اُسے پاکی اور برتری ہے اُن کے شرک سے''۔

تفصیل ملاحظہ فرمائیں

تفسیر ابن کثیر میں ہے

يُنْكِرُ تَعَالٰى عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ الَّذِيْنَ عَبَدُوْا مَعَ اللّٰهِ غَيْرَ ظَانِّيْنَ اَنَّ تِلْكَ الْاٰلِهَةَ تَنْفَعُهُمْ شِفَاعَتُهَا عِنْدَاللّٰهِ فَاَخْبَرَ تَعَالٰى اَنَّهَا لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَا تَمْلِكُ شَيْئًا وَّلَا يَقَعُ شَيْءٌ مِمَّا يَزْعُمُوْنَ فِيْهَا وَلَا يَكُوْنُ هٰذَا اَبَدًا [۱] ''اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُن مشرکین کی سرزنش فرماتا ہے جو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے ساتھ اُن جھوٹے معبودوں کی عبادت کرتے ہیں جو اللہ (عزوجل) کے ہاں اُن کی شفاعت نہیں کرسکتے۔ (جیسا کہ

[۱] ابن کثیر جلد ۲ص ۳۵۵۔

مشرکین کا خیال تھا) اور نہ اُن کو ضرر پہنچا سکتے ہیں اور نہ ہی نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ ہی کسی چیز کے مالک ہیں اور نہ ہی وہ کچھ کر سکتے ہیں جو مشرکین چاہتے ہیں۔"

تفسیر مظہری میں ہے

یَعْبُدُوْنَ اَیْ کُفَّارُ مَکَّۃَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَالَا یَضُرُّھُمْ اِنْ تَرَکُوْا عِبَادَتَہٗ وَلَا یَنْفَعُھُمْ اِنْ عَبَدُوْہُ یَعْنِی الْاَصْنَامَ فَاِنَّھَا جَمَادَاتٌ لَا تَقْدِرُ عَلٰی نَفْعٍ وَّلَا ضَرٍّ اَلْمَعْبُوْدُ یَنْبَغِیْ اَنْ یَّکُوْنَ مُثِیْبًا وَّمُعَاقِبًا حَتّٰی یَعُوْدَ عِبَادَتُہٗ بِجَلْبِ نَفْعٍ اَوْ دَفْعِ ضَرٍّ وَیَقُوْلُوْنَ ھٰٓؤُلَآءِ الْاَصْنَامُ شُفَعَآءُ نَا عِنْدَ اللّٰہِ یَشْفَعُ لَنَا فِیْمَا یُھِمُّنَا مِنْ اُمُوْرِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ ؎[۲] "مکہ (مکرمہ) کے کافر اللہ (تبارک تعالیٰ) کے سوا ایسی چیزوں کی پوجا کرتے تھے کہ اگر اُن کی پوجا نہ کریں تو عبادت کرنے والوں کو نقصان نہیں دے سکتیں اور اگر اُن کی عبادت کریں تو پجاریوں کو نفع نہیں پہنچا سکتیں۔ یعنی بتوں کی پوجا کرتے ہیں جو بالکل بے جان ہیں نہ نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان اور معبود میں نفع و نقصان پہنچانے کی قدرت ہونی چاہیے تاکہ پوجا کرنے والے کو پوجا کا ثواب دے سکے اور پوجا نہ کرنے والے کو نقصان پہنچا سکے یا ضرر کو دفع کر سکے اور کہتے ہیں کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے ہاں یہ (معبود) ہمارے سفارشی ہیں۔ دُنیاوی اُمور میں بھی ہماری سفارش کرتے ہیں اور اگر قیامت قائم ہوئی تو وہاں بھی یہ شفاعت کریں گے۔"

تفسیر روح البیان میں ہے

(وَیَعْبُدُوْنَ) کُفَّارُ مَکَّۃَ (مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) حَالٌ مِّنَ الْفَاعِلِ اَیْ مُتَجَاوِزِیْنَ اللّٰہَ لَا بِمَعْنٰی تَرْکِ عِبَادَتِہٖ بِالْکُلِّیَّۃِ بَلْ بِمَعْنٰی عَدَمِ الْاِکْتِفَاءِ بِھَا وَجَعَلَھَا قَرِیْنًا لِعِبَادَۃِ الْاَصْنَامِ (مَالَا یَضُرُّھُمْ وَلَا

؎[۲] مظہری جلد۵ ص۱۶۔

يَنفَعُهُمْ)اي الاصنام الّتي لا قُدرَةَ لَهَا عَلٰى اِيْصَالِ الضَّرِّ اِلَيْهِمْ اِنْ تَرَكُوا عِبَادَتَهَا وَلا عَلٰى اِيْصَالِ الْمَنفِعَةِ اِنْ عَبَدُوْهَا لِاَنَّ الْجَمَادَ بِمَعزَلٍ عَنْ ذٰلِكَ وَالْمَعْبُوْدُ يَنبَغِي اَنْ يَّكُوْنَ مُثِيبًا وَّ مُعَاقِبًا حَتّٰى تَعُوْدَ عِبَادَتُهُ بِجَلْبِ نَفْعٍ اَوْ دَفْعِ ضَرٍّ (وَيَقُوْلُوْنَ هٰؤُلَآءِ) الْاَصْنَامُ (شُفَعَاؤُنَا عِنْدَاللّٰهِ) تَشْفَعُ لَنَا فِيْمَا يُهِمُّنَامِنْ اُمُوْرِ الدُّنْيَا لِاَنَّهُمْ كَانُوْا لَايَقُرُّوْنَ بِالْمَعَادِ اَوْفِي الْاٰخِرَةِ اَنْ يَّكُنْ بَعْثٌ كَمَاقَالَ الْكَاشِفِيُّ [یا اگر فرضا حشر و نشر باشد چنانچہ معتقد مومنانست مرا ازخدای درخواست میکنند واز عذاب میرھانند [۳]

''اورکافرعبادت کرتے ہیں مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کی یہ يَعْبُدُوْنَ کے فاعل کا حال ہے بمعنی متجاوزین اللہ یعنی اُنہوں نے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی عبادت بالکل ترک نہیں کردی تھی بلکہ اُنہوں نے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی عبادت پر اکتفانہ کرتے ہوئے غیروں کی پرستش شروع کردی اور بتوں کی عبادت کو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی عبادت کے برابر سمجھا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ یعنی کفاراُن کی عبادت کرتے تھے جونہ نفع دے سکتے ہیں اور نہ نقصان۔ اِس سے اُن کے بت مراد ہیں کہ اُنہیں کسی قسم کی قدرت نہیں کہ اگر اُن کی پرستش چھوڑ دیں تو وہ اُنہیں کوئی نقصان پہنچا سکیں یا اُن کی کوئی عبادت کریں تو وہ اُنہیں کوئی فائدہ دیں کیونکہ وہ محض چند پتھروں کے ڈھیلے ہیں اُن کو کسی نفع ونقصان دینے کا کیا کام حالانکہ معبود تو ایسا ہو کہ وہ نیکی پر اجرو ثواب سے نوازے اور بُرائی پر سزا دے تاکہ اُس کی عبادت میں حصولِ نفع ودفع ضرر کی اُمید ہو۔ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ ''اور کہتے ہیں یہ ہمارے بت'' شُفَعَآءُ نَاعِنْدَاللّٰهِ ''اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔'' ہماری تمام دُنیوی مشکلات اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے سفارش کرکے حل کرادینگے۔ بفرضِ محال وہ یوں بھی کہتے ہیں کہ اگر مرنے کے بعد اُٹھنا بھی ہوا تو قیامت کے دن ہمارے یہ بت ہمیں

[۳] روح البیان جلد۴ص ۲۵۔

عذابِ الٰہی سے بچالیں گے۔ چنانچہ علامہ کاشفی نے لکھا ہے کہ کافر کہتے تھے کہ اگر قیامت ہوئی جیسا کہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے تو ہمارے بت اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے درخواست کر کے ہمیں عذاب سے چھڑالیں گے۔''

تفسیر روح المعانی میں ہے

''ما'' سے مراد اَلْاَصْنَامُ یعنی ''بت ہیں''۔ ۴ ابن ابی حاتم سے روایت ہے، وہ حضرت عکرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کرتے ہیں کہ نضر بن حارث کہتا تھا' اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَةِ شَفَعَتْ لِیَ اللَّاتُ وَالْعُزّٰی نَزَلَتِ الْاٰیَةُ ۵ ''جب قیامت کا دن ہوگا تو لات اور عزّیٰ میری شفاعت کریں گے تو ربِّ کائنات نے اس پر یہ محولہ بالا آیتِ مبارکہ نازل فرمائی'' وَیَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآءُ نَا عِنْدَاللّٰهِ وَکَانَ اَهْلُ الطَّآئِفِ یَعْبُدُوْنَ اللَّاتَ وَاَهْلُ مَکَّةَ عُزّٰی وَمَنَاةَ وَهَبَلَ وَاَسَافَا وَنَائِلَةَ ۶ ''اہلِ طائف لات کی عبادت کرتے تھے اور اہلِ مکہ عزّیٰ' مناۃ ہبل' اساف اور نائلہ کی عبادت کرتے تھے۔'' تفسیر قرطبی میں ہے، اِس آیتِ مبارکہ میں بتوں کا ذکر ہے۔

وَذٰلِکَ هُوَالْاٰلِهَةُ وَالْاَصْنَامُ الَّتِیْ کَانُوْا یَعْبُدُوْنَ ''اور یہ معبودانِ باطل اور بت تھے جن کی وہ پوجا کرتے تھے''۔ وَیَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآءُ نَا عِنْدَاللّٰهِ یَعْنِیْ اِنَّهُمْ کَانُوْا یَعْبُدُوْنَهَا رَجَاءَ شِفَاعَتِهَا عِنْدَاللّٰهِ ۷ ''وہ کہتے ہیں کہ یہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے ہاں ہماری شفاعت کریں گے یعنی وہ اُن کی پوجا کرتے تھے اس اُمید پر کہ وہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے ہاں اُن کی شفاعت کریں گے۔''

---

۴ روح المعانی جلد۴ جز۶ ص۸۳' قرطبی جلد۴ جز۸ ص۲۰۵' تفسیر کبیر جلد۹ ص۶۴۔ ۵ روح المعانی جلد۴ جز۶ ص۸۳، تفسیر ابو سعود جلد۳ ص۵۲۲۔ ۶ البحر المحیط جلد۵ ص۱۳۸۔ ۷ ابن جریر جلد۶ ص۵۴۲۔

یعنی اللہ (عزوجل) اُن کی سفارش سے ہمارے دُنیاوی کاروبار چلا رہا ہے۔ وہ لوگ قیامت اور جنت ودوزخ کے قائل نہیں تھے نیز وہ بتوں کے متعلق دھونس کی شفاعت کے قائل تھے۔ کیونکہ وہ بتوں کو الٰہ مان کر شفیع مانتے تھے۔ نیز وہ غیر شفیع کو شفیع مانتے تھے۔ شفاعت کے متعلق یہ باطل عقیدہ ہے۔ یہ اسلامی شفاعت نہیں۔

جہاں تک انبیاء کرام علیہم السلام واولیاء عظام رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہستیوں کا ذکر ہے، اِن کی اطاعت وفرمانبرداری اور اتباع وپیروی کے بغیر چارہ کار نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی اِطاعت، اللہ تبارک وتعالیٰ کی اطاعت ہے۔ آپ ﷺ کی اطاعت عینِ اسلام اور عینِ دین ہے۔ آپ ﷺ کی شفاعت کا اِنکار قرآنِ مجید اور احادیث مبارکہ کا انکار ہے۔ یہ بات مناسب نہیں کہ کلمہ بھی پڑھا جائے اور محض فرقہ پرستی کے جنون اور جوش میں قرآنِ مجید اور احادیثِ مبارکہ کا بھی انکار کر دیا جائے۔

قرآنِ مجید اور احادیثِ مبارکہ میں یہ بات کہیں بھی نہیں ملے گا کہ رسول اللہ ﷺ اور اولیاء کرام رحمھم اللہ تعالیٰ شفاعت نہیں کریں گے۔

زیرِ بحث پمفلٹ میں ایک اور آیتِ مبارکہ کا ترجمہ لکھا گیا ہے (آیت مبارکہ اور اُس کا) ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ؕ (الزمر:۳) ''اور وہ جنہوں نے اُس کے سوا اور والی بنا لئے (یعنی معبود ٹھہرا لئے) کہتے ہیں ہم تو انہیں (یعنی بتوں کو) صرف اس بات کے لئے پوجتے ہیں کہ ہمیں اللہ (عزوجل) کے پاس نزدیک کر دیں۔''

(فرقہ وارانہ ترجمہ) ''اور جن لوگوں نے اُس کے سوا اولیاء بنا رکھے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ ہم اُن کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ یہ (بزرگ) اللہ کی نزدیکی کے مرتبے تک ہماری رسائی کر دیں'' (محمد جونا گڑھی غیر مقلد اہلحدیث)

اِس کی تشریح میں تفسیر ''احسن البیان'' میں حافظ صلاح الدین یوسف لکھتے ہیں: ''اِس سے واضح ہے کہ مشرکین مکہ اللہ تعالیٰ ہی کو خالق، رازق اور مدبرِ کائنات

مانتے تھے۔ پھر وہ دوسروں کی عبادت کیوں کرتے تھے؟ اِس کا جواب وہ یہ دیتے تھے جو قرآن نے یہاں نقل کیا ہے کہ شاید اُن کے ذریعے ہمیں اللہ کا قرب حاصل ہو جائے یا اللہ کے ہاں یہ ہماری سفارش کر دیں۔ جیسے دوسرے مقام پر فرمایا: هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ (یونس:۱۸) "یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں"۔ (تفسیر احسن البیان زیر آیت حاشیہ نمبر۲، از حافظ صلاح الدین یوسف ص ۱۰۷۸، چھاپہ سعودی عرب من وعن)۔

محمد جونا گڑھی صاحب نے قرآن مجید کی آیتِ مبارکہ کا ترجمہ کرتے ہوئے بریکٹ میں لکھا ہے (بزرگ) مترجم نے لوگوں کو مخمصہ میں ڈالنے کیلئے بریکٹ لگا کر "بزرگ" لکھا ہے حالانکہ مشرکین تو بتوں کی پوجا کرتے تھے اور اُن کا عقیدہ بتوں کے بارے میں ایسا تھا۔ پھر حافظ صلاح الدین یوسف صاحب نے سورۂ یونس کی آیت نمبر ۱۸ کا حوالہ دے کر من گھڑت تشریح سے غضبِ الٰہی کو دعوت دی جبکہ سورۂ یونس میں بزرگوں کا ذکر ہی نہیں وہ تو بتوں سے متعلق آیتِ مبارکہ ہے جن کی لوگ پوجا کرتے تھے۔ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَاللّٰهِ (یونس:۱۸) یہ "لوگ اللہ (واحد) کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت کرتے ہیں جو نہ اُن کو ضرر پہنچا سکیں اور نہ اُن کو نفع پہنچا سکیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے یہاں ہمارے سفارشی ہیں۔"

(مترجم) نے بریکٹ میں (بزرگ) لکھ کر اور مفسر نے تشریح میں سورۂ یونس کا حوالہ دے کر ثابت کرنے کی کوشش کی کہ لوگ بزرگوں کی عبادت کرتے ہیں اور اِنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں اپنا معبود سمجھ کر سفارشی مانتے ہیں۔ حالانکہ کوئی ناقص العقل اور بے عمل کلمہ پڑھنے والا کسی بھی بزرگ کو نہ تو معبود مانتا ہے نہ ہی کسی بزرگ کی عبادت کرتا ہے۔ رہی بزرگوں کی شفاعت تو یہ مترجم اور مفسر اور اُن کے پیروکار اُن آیاتِ مبارکہ اور احادیثِ مبارکہ کا کیا جواب دیں گے جن میں اولیاء اللہ اور بزرگانِ دین رحمہم اللہ تعالیٰ کی پیروی اور شفاعت کا ذکر ہے۔

کیا اِن لوگوں کے نزدیک غلط ترجمہ کرنا اور غلط تفسیر کرنا ''توحید پرست'' ہونے کیلئے ضروریاتِ عقیدۂ توحید میں شامل ہے۔

سورۃ الزمر کی آیت نمبر ۳ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''کَانُوْا اِذَا قِیْلَ لَهُمْ مَنْ رَبُّكُمْ وَ خَالِقُكُمْ وَمَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً ؟ قَالُوا، اَللّٰهُ فَيُقَالُ: لَهُمْ مَامَعْنٰى عِبَادَتِكُمْ لِلْاَصْنَامِ ؟ قَالُوْا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى وَيَشْفَعُوا لَنَا عِنْدَهٗ '' جب اُن سے کہا جاتا کہ تمہارا رب اور خالق کون ہے اور کس نے یہ آسمان اور زمین بنائے اور آسمان سے پانی اُتارا ہے؟ تو کہتے ہیں اللہ (تبارک وتعالیٰ)۔ پھر اُن سے پوچھا گیا کہ تم بتوں کی عبادت کیوں کرتے ہو؟ تو کہتے، اِس لئے کہ یہ ہمیں اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے قریب کر دیں اور اُس کی بارگاہ میں ہمارے سفارشی ہوں''۔

وَاَخْرَجَ جُوَيْبِرٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا (وَالَّذِيْنَ تَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖ اَوْلِيَاءَ) قَالَ: اُنْزِلَتْ فِيْ ثَلَاثَةِ اَحْيَاءٍ عَامِرٍ، وَكِنَانَةَ وَبَنِيْ سَلِمَةَ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْاَوْثَانَ وَيَقُوْلُوْنَ الْمَلَائِكَةَ بَنَاتُ اللّٰهِ فَقَالُوْا (مَانَعْبُدُهُمْ اِلَّالِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى) [8]

''(حضرت) جویبر (علیہ الرحمہ) کی روایت ہے کہ اِس آیتِ مبارکہ کی تشریح میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: اِس آیتِ مبارکہ کا نزول تین قبائل کے بارے میں ہوا (۱) بنی عامر (۲) بنی کنانہ اور (۳) بنی سلمہ۔ یہ قبائل بتوں کی پوجا کرتے تھے اور فرشتوں کو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی بیٹیاں قرار دیتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم اِن کی پوجا صرف اِس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہم کو خدا کا مقرب بنادیں (یعنی اِن کی پوجا کر کے ہم اللہ تبارک وتعالیٰ کے مقرب ہو جائیں)۔

قارئین کرام! بھلا اِن حضرات سے کوئی پوچھے مشرکین تو بتوں کی عبادت کرتے تھے کیا مسلمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے

---

[8] روح المعانی جلد ۸ جز ۱۲ ص ۲۲۶۔

ہیں؟ یہ تو اُن کے نقشِ قدم پر چلتے ہیں یہ موحد مسلمان تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم کی تکمیل کرتے ہیں' یہ نمازِ پنجگانہ کی ۴۸ رکعتوں میں ۴۸ بار ربّ کائنات سے عرض کرتے ہیں: ''اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ لا صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝ لا اِن کلمات کا یہ مطلب ہے۔'' (اے اللہ جل جلالک) ہمیں سیدھی راہ چلا اُن کی راہ جن پر تو نے انعام فرمایا ہے۔'' یعنی اے ہمارے معبود برحق ہمیں اپنے پیارے انبیاء کرام علیہم السلام' صدیقین' شہداء اور صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ کے نقشِ قدم پر چلا تا کہ ہم تیرا قرب حاصل کرسکیں۔

جیسا کہ سورۃ النسآء میں ہے: وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ (النسآء:۶۹) ''اور جو اللہ (عزوجل) اور اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اِطاعت کرتے ہیں وہ (قیامت کے روز) اُن لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ (عزوجل) نے انعام فرمایا' یعنی انبیاء (کرام علیہم السلام) صدیقین' شہداء' اور صالحین (رضی اللہ عنہم) اور ان لوگوں کی رفاقت بہت ہی خوب ہے''۔

سورۂ توبہ میں خالقِ کائنات عزوجل فرماتا ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ (التوبۃ:۱۱۹) ''اے ایمان والو! اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہوجاؤ۔''

''سورۂ لقمان میں اِرشاد باری تعالیٰ ہے:...... وَّ اتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ ...... اور اُس کی راہ چلنا جو میری طرف جھکا ہوا ہے۔'' (لقمان:۱۵)

سچوں کے ساتھ ہونے اور جو اللہ (عزوجل) کی طرف جھکے ہوئے ہیں اُن کے نقشِ قدم پر چلنے کا مقصد ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا قرب حاصل ہو۔ ربّ کائنات نے قرآنِ مجید میں کسی جگہ پر بھی كُوْنُوْا مَعَ الْاَصْنَامِ یا وَاتَّبِعْ لَاتَ وَمَنَاةَ نہیں فرمایا بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں اپنے پیاروں کی پیروی واطاعت اور اُن کے نقشِ قدم پر چلنے کا حکم فرمایا ہے تا کہ ہمیں اللہ تبارک وتعالیٰ کا قرب حاصل ہوسکے تو

مسلمان اِس لئے انبیاء کرام علیہم السلام، صحابہ کرام، اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں تاکہ اُن کی محبت سے اللہ تبارک وتعالیٰ راضی ہو اور اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اپنی محبت اور قرب عطا فرمائے۔ جو اللہ والوں سے محبت کرتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ اُن سے محبت فرماتا ہے۔

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور دُعا فرمائی (یہ دُعا اُمت کی تعلیم کے لئے ہے)

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ فِعْلَ الْخَیْرَاتِ وَتَرْکَ الْمُنْکَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاکِیْنَ وَاَنْ تَغْفِرَلِیْ وَتَرْحَمْنِیْ وَاِذَا فِتْنَۃً فِیْ قَوْمٍ فَتَوَفَّنِیْ غَیْرَ مَفْتُوْنٍ وَاَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَحُبَّ عَمَلٍ یُقَرِّبُنِیْ اِلٰی حُبِّکَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّھَا حَقٌّ فَادْرُسُوْھَا ثُمَّ تَعَلَّمُوْھَا ۹

''اے اللہ (عزوجل) بے شک میں تجھ سے نیک کام کرنے کی توفیق مانگتا ہوں اور بُرے کاموں کے چھوڑنے کی ہمت مانگتا ہوں اور مساکین کی محبت مانگتا ہوں اور یہ سوال کرتا ہوں کہ مجھے بخش دے۔ اور میرے اوپر رحم فرما اور جب تو کسی قوم کو فتنے میں مبتلا کرنے کا ارادہ فرمائے تو مجھے فتنہ میں ڈالے بغیر موت کی آغوش میں لے جانا۔ اور میں تجھ سے تیری محبت کا سوال کرتا ہوں اور اُس کی محبت کا بھی جو تجھ سے محبت کرتا ہو اور ایسے عمل کی محبت کا سوال کرتا ہوں جو مجھے تیری محبت کے قریب کردے۔ اِس کے بعد رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک یہ بیان بالکل حق اور سچ ہے، اِسے پڑھو اور اِس کے معنٰی اور الفاظ کو سیکھو اور لوگوں کو اِن کی تعلیم دو۔''

---

۹ مسند احمد جلد ۵ ص ۲۴۳، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۷۴۸، ترمذی حدیث نمبر ۳۲۳۵۔۳۲۳۳، الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۲۶۲، مرقاۃ جلد ۲ ص ۲۲۴۔

قربِ الٰہی:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جو قبول اسلام سے قبل نبی کریم ﷺ کے سخت مخالف تھے جب وہ نبی کریم ﷺ کے دامن سے وابستہ ہوئے تو کیا انہیں قربِ الٰہی حاصل ہوا یا نہیں؟ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے مقرب رسولِ کریم ﷺ کی غلامی کے بعد ہوئے یا نہیں، پھر اُن کی زبان پر حق بولتا تھا یا نہیں؟ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: **اِنَّ اللّٰہَ وَضَعَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ یَقُوْلُ بِہٖ** [۱۰] "بیشک اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے حق کو (حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) کی زبان پر وضع فرمادیا ہے۔ وہ ہمیشہ حق ہی بولتے ہیں" (راوی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: **اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وَ قَلْبِہٖ** [۱۱] "بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے (حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) کی زبان اور دِل پر حق جاری فرمایا"۔

حضرت سیّدنا عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) حضور نبی کریم ﷺ کی اِطاعت و فرمانبرداری اور پیروی سے ایسے مقرب بارگاہِ الٰہی ہوئے کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: **لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ** [۱۲] "اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو (حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) نبی ہوتے"۔

تفسیر "احسن البیان" میں یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ انعام یافتہ لوگوں کا یہ راستہ اطاعتِ الٰہی اور اطاعتِ رسول ﷺ ہی کا راستہ ہے، نہ کوئی اور راستہ"۔ (تفسیر

---

[۱۰] ابن ماجہ ص ۱، مسند احمد جلد ۲ ص ۴۷۸، شرح السنۃ جلد ۷ ص ۱۸۳، مشکوٰۃ ص ۵۵۷، تاریخ الخلفاء ص ۹۲۔ [۱۱] مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۷ ص ۴۰، تاریخ الخلفاء ص ۹۲، مسند احمد جلد ۲ ص ۴۰۱، ۵۳، مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۶۶، ترمذی جلد ۲ ص ۲۰۹، مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۹۳، حلیۃ الاولیاء جلد ۱ ص ۴۲، جلد ۵ ص ۱۹۱، مشکوٰۃ ص ۵۵۷۔ [۱۲] مشکوٰۃ ص ۵۵۸، ترمذی جلد ۲ ص ۲۰۹، مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۹۲، مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۶۸۔

احسن البیان حاشیہ نمبر ۳ صفحہ ۶۰ من وعن)

اِس حقیقت کا منکر نہ تو توحید پرست ہے اور نہ ہی اسلام کا داعی بلکہ وہ بے خبر، بے علم اور اپنے انجام سے ناواقف ہے۔

تفسیر ''احسن البیان'' (اُردو) سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ۲۵۴ کے تحت حاشیہ نمبر ا میں لکھا ہوا ہے۔ ''یہود و نصاریٰ اور کفار و مشرکین اپنے اپنے پیشواؤں یعنی نبیوں، ولیوں، بزرگوں، پیروں، مرشدوں وغیرہ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ اللہ پر اُن کا اتنا اثر ہے کہ وہ اپنی شخصیت کے دباؤ سے اپنے پیروکاروں کے بارے میں جو بات چاہیں اللہ سے منوا سکتے ہیں اور منوا لیتے ہیں۔ اِسی کو وہ شفاعت کہتے تھے۔ یعنی اُن کا عقیدہ تقریباً وہی تھا جو آج کل کے جاہلوں کا ہے کہ ہمارے بزرگ اللہ کے پاس اَڑ کر بیٹھ جائیں گے اور بخشوا کر اُٹھیں گے۔ آگے لکھا ہے پھر اس کے بعد آیت الکرسی اور دوسری متعدد آیات و احادیث میں بتایا گیا ہے کہ اللہ کے ہاں ایک دوسری قسم کی شفاعت بے شک ہوگی مگر یہ شفاعت وہی لوگ کر سکیں گے جنہیں اللہ اجازت دے گا اور اُسی بندے کے بارے میں کر سکیں گے جس کیلئے اللہ اجازت فرمائے گا اور اللہ صرف اور صرف اہلِ توحید کے بارے میں اجازت دے گا۔ یہ شفاعت فرشتے بھی کریں گے۔ انبیاء بھی اور شہید، صالحین بھی مگر اللہ پر اِن میں سے کسی بھی شخصیت کا کوئی دباؤ نہ ہوگا''۔

کسی مسلمان کا عقیدہ نہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام و اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ اپنی شخصیت کے دباؤ سے اللہ تبارک وتعالیٰ کو منوائیں گے۔ ایسا عقیدہ رکھنا بارگاہِ خداوندی کی گستاخی اور کفر و شرک سے کم نہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ شانِ بندگی و عبدیت اور محبوبیت سے اللہ تبارک وتعالیٰ کو راضی کریں گے اور شفاعت کریں گے اور یہ عقیدۂ توحید و اسلام ہے یہ شفاعت باذنِ الٰہی ہوگی۔

یاد رہے! انبیاء کرام علیہم السلام و اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی شفاعت، وہ

شفاعت ہے' جو محبت کی اور اذن کی شفاعت ہے اِسے شرک سمجھنا جہالت اور نالائقی ہے۔ بتوں کی شفاعت نہ دنیا میں ہے اور نہ آخرت میں اگر کوئی ایسی شفاعت ہوتی تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے علم میں ہوتی۔ علم الٰہی کی نفی سے اصل نفی مراد ہے۔

زیر بحث پمفلٹ میں لکھا ہے۔ ''دُعاؤں میں انبیاء اور اولیاء کا وسیلہ اِس لئے ڈالنا کہ وہ ہمیں اللہ کے قریب کریں گے اور ہماری سفارش اللہ کے ہاں کریں گے مشرکانہ عقیدہ ہے۔'' اگر پمفلٹ کے ناشر اپنے اکابرین کی تحریروں کا مطالعہ کر لیتے تو شاید اتنی بڑی بات نہ لکھتے۔ پمفلٹ سے تو واضح ہوتا ہے کہ شائع کرنے والے قرآنِ مجید اور احادیثِ مبارکہ کے مطابق باذن اللہ شفاعت کو بھی نہیں مانتے۔

تفسیر ''احسن البیان'' اُردو ص ا ۷ ے زیر آیت **وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَىٰ وَهُم مِّنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ** ٥ (الانبیاء:۲۸) ''وہ کسی کی بھی شفاعت نہیں کرتے مگر اُس کیلئے جس سے اللہ خوش ہو اور وہ اُس کے خوف سے ڈر رہے ہیں۔'' لکھا ہے: اِس سے معلوم ہوا' انبیاء وصالحین کے علاوہ فرشتے بھی سفارش کریں گے۔ حدیث صحیح میں اِس کی تائید ہوتی ہے لیکن یہ سفارش اُنہی کے حق میں ہوگی جن کیلئے اللہ پسند فرمائے گا۔

پمفلٹ شائع کرنے والے حضرت نے جلد بازی میں پمفلٹ شائع کر دیا اور ''احسن التفاسیر'' اُردو سے ترجمہ نقل کر دیا لیکن تفسیر نہیں پڑھی کہ تفسیر میں لکھا گیا ہے۔ ''احسن التفاسیر'' میں بدگمانی اور الزام تراشی کے بعد حقیقت کو تسلیم کیا گیا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور شہید اور صالحین بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے شفاعت کریں گے۔ جب یہ بات حقیقت ہے تو پھر پمفلٹ میں لکھنے کی کیا ضرورت تھی کہ دُعاؤں میں انبیاء واولیاء کا وسیلہ اِس لئے ڈالنا کہ وہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں گے اور ہماری سفارش اللہ کے ہاں کریں گے مشرکانہ عقیدہ ہے۔ (نعوذ باللہ)!

قرآنِ مجید اور احادیثِ مبارکہ سے شفاعت کا ثبوت:

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے: ......مَنْ ذَاالَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ...... (البقرہ:۲۵۵) ''اور کون ہے جو اُس کی اجازت کے بغیر اُس کے سامنے شفاعت کر سکے۔'' اِس میں مشرکین کا رد ہے جن کا گمان تھا کہ بت شفاعت کریں گے۔ اُنہیں بتا دیا گیا کہ کفار کیلئے شفاعت نہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور ماذونین (یعنی جن کو شفاعت کا اذن ہوگا اُن) کے سوا کوئی شفاعت نہیں کر سکتا اور اذن والے انبیاء کرام علیہم السلام' مومنین اور ملائکہ ہیں اور سب سے پہلے شفیع' نبی آخرالزماں' شفیع المذنبین' شافع روزِ جزا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔

اختیار شفاعت

اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو اختیار عطا فرمایا کہ آپ ﷺ نصف اُمت کی بخشش کروا لیں یا ''اختیارِ شفاعت'' لے لیں تو آپ ﷺ نے ''اختیارِ شفاعت'' حاصل فرما لیا تاکہ ایمان والے جنت میں داخل کروالئے جائیں اور کوئی جنت سے خارج نہ رہے۔

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: اَتَانِیْ اٰتٍ مِّنْ عِنْدِ رَبِّیْ فَخَیَّرَنِیْ بَیْنَ اَنْ یَّدْخُلَ نِصْفُ اُمَّتِی الْجَنَّةَ وَبَیْنَ الشَّفَاعَةِ فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ وَهِیَ لِمَنْ مَّاتَ لَا یُشْرِکُ بِاللّٰهِ شَیْئًا ۝ [۱۳]

''میرے پاس میرے ربّ (کریم) کی طرف سے ایک آنے والا آیا (یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے) تو مجھے نصف اُمت جنت میں داخل کرنے یا

[۱۳] مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۶۰۰' مرقاۃ جلد ۱۰ ص ۱۷۱' ترمذی حدیث نمبر ۲۴۴۱' ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۳۱۱' مسند احمد جلد ۶ ص ۲۳' کنز العمال حدیث نمبر ۳۱۸۹۲۔

شفاعت کرنے میں سے ایک کو چن لینے کا اختیار دیا گیا۔ پس میں نے ''شفاعت'' کو پسند کیا اور یہ اُس کے لئے ہے جو اِس حالت میں مرا کہ اُس نے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا''۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُعْطِیْتُ الشَّفَاعَةَ [۱۴] ''مجھے شفاعت دی گئی ہے''۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَنَا اَوَّلُ شَفِیْعٍ فِی الْجَنَّةِ [۱۵] ''جنت میں پہلا شفیع میں ہوں گا''۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَاَوَّلُ مُشَفَّعٍ یَوْمَ الْقِیَامَةِ [۱۶] ''قیامت کے دن میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا اور شفاعت قبول کیا جانے والا ہوں گا۔'' یعنی سب سے پہلے میں شفاعت کرونگا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول ہوگی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِیْنَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَمُشَفَّعٍ وَّلَا فَخْرَ [۱۷] ''میں تمام رسولوں (علیہم السلام) کا سربراہ ہوں مگر فخر یہ نہیں کہتا' میں تمام انبیاء (کرام علیہم السلام) کا خاتم ہوں مگر فخر

---

[۱۴] بخاری حدیث نمبر ۳۳۵' مسلم حدیث نمبر ۵۲۱' سنن نسائی حدیث نمبر ۴۳۲' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۷۴۷' مرقاۃ جلد ۱۰ ص ۴۳۵' مسند احمد جلد ۳ ص ۳۰۴' دارمی جلد ۲ ص ۲۲۴' السنن الکبریٰ للبیھقی جلد ۱ ص ۲۱۲' مجمع الزوائد جلد ۸ ص ۲۵۹' شرح السنۃ جلد ۷ ص ۵ (طبع جدید) الترغیب والترھیب جلد ۴ ص ۴۳۳۔ [۱۵] مسلم حدیث نمبر ۱۹۶' مسند احمد جلد ۳ ص ۱۴۰' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۷۴۴' مرقاۃ جلد ۱۰ ص ۴۲۳۔ [۱۶] ترمذی حدیث نمبر ۳۶۱۶ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۷۶۲' مرقاۃ جلد ۱۰ ص ۴۴۲' دارمی جلد ۱ ص ۲۶ کنز العمال حدیث نمبر ۳۱۹۷۰ جلد ۱۱ ص ۴۳۰۔ [۱۷] دارمی جلد ۱ ص ۲۷' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۷۶۴' مجمع الزوائد جلد ۸ ص ۲۵۴ کنز العمال جلد ۱۱ ص ۴۰۴ حدیث ۳۱۸۸۳' جلد ۱۱ ص ۴۳۶ حدیث نمبر ۳۲۰۵۵۔

نہیں کرتا اور میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں اور سب سے پہلا شفاعت قبول کیا جانے والا ہوں مگر فخر نہیں کرتا''۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَةِ کُنْتُ اِمَامَ النَّبِیِّیْنَ وَخَطِیْبَهُمْ وَصَاحِبَ شَفَاعَتِهِمْ غَیْرَ فَخْرٍ** ۱۸ ''میں روزِ قیامت تمام انبیاء کرام (علیہم السلام) کا اِمام اور خطیب ہوں گا اور صاحبِ شفاعت ہوں گا''۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **شَفَاعَتِیْ لِاَهْلِ الْکَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ** ۱۹ ''میری شفاعت میری اُمت کے کبیرہ گناہ والوں کے لئے ہے''۔

پیغام شفاعت اور خبر غیب:

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا! **اَنْ یَّشْفَعَ لِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَقَالَ اَنَا فَاعِلٌ** ''یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن میری شفاعت فرمائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تیری شفاعت کروں گا۔'' عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہاں تلاش کروں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اُطْلُبْنِیْ اَوَّلَ مَاتَطْلُبُنِیْ عَلَی الصِّرَاطِ** ''پہلے مجھے پُل صراط پر تلاش کرنا۔'' (حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا: اگر میں آپ کو پُل صراط پر نہ پاؤں؟ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

۱۸ ترمذی حدیث نمبر ۳۶۱۲' مسند احمد جلد۵ ص ۱۳۷' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۷۶۷' مرقاۃ جلد۱۱ ص ۴۴۷' ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۳۱۴' مستدرک حاکم جلد۱ حدیث نمبر ۷۱' جلد۴ حدیث نمبر ۸۷' کنزالعمال جلد۱۱ ص ۴۰۶' حدیث نمبر ۳۱۸۹۸۔ ۱۹ ترمذی حدیث نمبر ۲۴۳۶' ابوداؤد حدیث نمبر ۴۷۳۴' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۸ ص ۱۷' جلد۱۰ ص ۱۹۰' مجمع الزوائد جلد۱۰ ص ۳۷۸' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۵۹۸' الترغیب والترہیب جلد۴ ص ۴۴۶' تلخیص الحبیر جلد۳ ص ۱۴۰' کنزالعمال حدیث نمبر ۳۹۷۵۷۔ ۳۹۔۵۵' مرقاۃ جلد۱۰ ص ۲۷۰۔

فَاطْلُبْنِیْ عِنْدَالْمِیْزَانِ ''پھر مجھے میزان کے پاس تلاش کرنا'' (حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) پھر میں نے عرض کیا' اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو میزان پر نہ پاؤں تو پھر کہاں تلاش کروں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فَاطْلُبْنِیْ عِنْدَ الْحَوْضِ ''پھر مجھے حوضِ کوثر پر تلاش کرنا''۔ فَاِنِّیْ لَا اُخْطِئُ هٰذِهِ الثَّلٰثَ الْمَوَاطِنَ ۲۰ ''کیونکہ میں اِن تینوں جگہوں کے علاوہ کہیں نہ ہوں گا''۔

حضرت عبداللہ بن ابی الجد عا رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَةِ رَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِیْ اَكْثَرُمِنْ بَنِیْ تَمِیْمٍ ۲۱

''میری اُمت کے ایک آدمی کی شفاعت سے قبیلہ بنوتمیم سے زیادہ لوگ جنت میں جائیں گے''۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: یُصَفُّ اَهْلُ النَّارِ فَیَمُرُّ بِهِمُ الرَّجُلُ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَیَقُوْلُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ یَافُلَانَ اَمَا تَعْرِفُنِیْ اَنَا الَّذِیْ سَقَیْتُکَ وَ قَالَ بَعْضُهُمْ اَنَا الَّذِیْ وَهَبْتُ لَکَ وُضُوْءًا فَیَشْفَعُ لَهٗ فَیُدْخِلُهُ الْجَنَّةَ ۲۲

''دوزخی لوگ صفہ بستہ (کھڑے) ہوں گے تو اہلِ جنت میں سے ایک آدمی وہاں سے گزرے گا تو اُن میں سے ایک دوزخی کہے گا آپ مجھے پہچانتے نہیں میں وہی ہوں جس نے آپ کو پانی پلایا تھا اور ایک اور دوزخی کہے گا کہ میں وہی ہوں جس نے وضو کیلئے پانی دیا تھا۔ یہ جنتی اُن کی شفاعت کرے گا' پس اُنہیں جنت میں

---

۲۰ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۵۹۵' ترمذی حدیث نمبر ۲۴۳۳' الترغیب والترہیب جلد۴ص ۴۲۵' مرقاۃ جلد۱۰ص ۲۶۶۔ ۲۱ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۶۰۱' ترمذی حدیث نمبر ۲۴۳۸' ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۳۱۶' مستدرک حاکم جلد۳ حدیث نمبر ۴۰۸' ۴۰۵' کنز العمال حدیث نمبر ۳۴۰۶۵' مرقاۃ جلد۱۰ص ۲۷۲۔
۲۲ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۶۰۴' مرقاۃ جلد۱۰ص ۲۷۴' ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۶۸۵' کنز العمال حدیث نمبر ۳۹۰۵۰۔

داخل کردے گا''۔

صحیح بخاری شریف سے ''حدیثِ شفاعت'' جس میں رسولِ کریم ﷺ نے ''غیبی خبر'' کے ذریعے اُمّت کو آگاہ فرمایا ہے کہ قیامت کے دن لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس ''شفاعت'' کیلئے حاضر ہوں گے۔ بالآخر رسولِ کریم ﷺ کی بارگاہ میں پہنچیں گے رسولِ کریم ﷺ اللہ تبارک وتعالیٰ سے اذن حاصل کریں گے تو اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرمائے گا: **قُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَه** ۲۳ ''کہیئے آپ ﷺ کی بات سُنی جائیگی' شفاعت کیجئے' قبول کی جائیگی' مانگئے' آپ ﷺ کو عطا فرمایا جائے گا''۔ اِس طویل حدیث شریف کے راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں۔

اِنہی سے مروی ایک اور طویل حدیث شریف ہے جس میں رسولِ کریم ﷺ کا اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرنے کا بیان ہے کہ **یَارَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ** ''اے رب میری اُمت میری اُمت'' فرمایا جائے گا: **اِنْطَلِقْ فَاَخْرِجْ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ اَوْ خَرْدَلَۃٍ مِّنْ اِیْمَانٍ فَانْطَلِقْ** ۲۴ ''اُسے نکال لیں جس کے دل میں رائی کے دانے سے کمتر ایمان ہے' چنانچہ میں جاؤں گا' اُسے آگ سے نکال لاؤں گا''۔

حدیثِ شفاعت

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ مَاجَ النَّاسُ بَعْضُھُمْ فِیْ بَعْضٍ فَیَاْتُوْنَ اٰدَمَ فَیَقُوْلُوْنَ اشْفَعْ اِلٰی رَبِّکَ فَیَقُوْلُ لَسْتُ لَھَا وَلٰکِنْ عَلَیْکُمْ بِاِبْرَاھِیْمَ فَاِنَّہٗ خَلِیْلُ الرَّحْمٰنِ فَیَاْتُوْنَ اِبْرَاھِیْمَ فَیَقُوْلُ لَسْتُ لَھَا وَلٰکِنْ عَلَیْکُمْ

۲۳ بخاری حدیث نمبر ۶۵۶۵' مسلم حدیث نمبر ۱۹۳' ترمذی حدیث نمبر ۲۴۳۴' ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۳۱۲' مسند احمد ۳ ص ۲۴۴' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۵۷۲' مرقاۃ جلد ۱۰ ص ۲۲۸۔ ۲۴ بخاری حدیث نمبر ۷۵۱۰' مسلم حدیث نمبر ۱۹۳' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۵۷۳' مرقاۃ جلد ۱۰ ص ۲۳۴۔

بِمُوْسٰی فَاِنَّهٗ كَلِیْمُ اللّٰهِ فَیَاْتُوْنَ مُوْسٰی فَیَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَیْكُمْ بِعِیْسٰی فَاِنَّهٗ رُوْحُ اللّٰهِ وَ كَلِمَتُهٗ فَیَاْتُوْنَ عِیْسٰی فَیَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَیْكُمْ بِمُحَمَّدٍ فَیَاْتُوْنِیْ فَاَقُوْلُ اَنَالَهَا فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰی رَبِّیْ فَیُؤْذَنُ لِیْ وَیُلْهِمُنِیْ مَحَامِدَ اَحْمَدُهٗ بِهَا لَا تَحْضُرُنِیْ الْاٰنَ فَاَحْمَدُهٗ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ وَاَخِرُّلَهٗ سَاجِدًا فَیُقَالُ یَامُحَمَّدُ ارْفَعْ رَاْسَكَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَقُوْلُ یَارَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ فَیُقَالُ انْطَلِقْ فَاَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ شَعِیْرَةٍ مِّنْ اِیْمَانٍ فَاَنْطَلِقُ فَاَفْعَلُ ثُمَّ اَعُوْدُ فَاَحْمَدُهٗ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِثُمَّ اَخِرُّلَهٗ سَاجِدًا فَیُقَالُ یَامُحَمَّدُ ارْفَعْ رَاْسَكَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَقُوْلُ یَا رَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ فَیُقَالُ انْطَلِقْ فَاَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ اَوْ خَرْدَلَةٍ مِّنْ اِیْمَانٍ فَاَنْطَلِقُ فَاَفْعَلُ ثُمَّ اَعُوْدُ فَاَحْمَدُهٗ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِثُمَّ اَخِرُّلَهٗ سَاجِدًا فَیُقَالُ یَامُحَمَّدُ ارْفَعْ رَاْسَكَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَقُوْلُ یَارَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ فَیُقَالُ انْطَلِقْ فَاَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِیْ قَلْبِهٖ اَدْنٰی اَدْنٰی اَدْنٰی مِثْقَالِ حَبَّةِ خَرْدَلَةٍ مِّنْ اِیْمَانٍ فَاَخْرِجْهُ مِنَ النَّارِ فَاَنْطَلِقُ فَاَفْعَلُ ثُمَّ اَعُوْدُ الرَّابِعَةَ فَاَحْمَدُهٗ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ اَخِرُّلَهٗ سَاجِدًا فَیُقَالُ یَامُحَمَّدُ ارْفَعْ رَاْسَكَ قُلْ تُسْمَعْ وَ سَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَقُوْلُ یَارَبِّ ائْذَنْ لِیْ فِیْمَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ لَیْسَ ذٰلِكَ لَكَ وَلٰكِنْ وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ وَكِبْرِیَآئِیْ وَ عَظَمَتِیْ لَاُخْرِجَنَّ مِنْهَا مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

"حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو لوگ بعض بعض میں مخلوط ہوں گے (سب اوّلین وآخرین میدانِ حشر میں جمع ہوں گے تو لوگوں میں سخت پریشانی کی کیفیت ہوگی سارے لوگ تلاشِ شفیع میں پھریں گے جو محشر میں گرفتارِ بلا ہیں' وہ تو رہائی کے لئے شفیع ڈھونڈیں گے اور دوسرے لوگ رسائی کے لئے تا کہ حساب شروع ہو' ربّ ذوالجلال کا دیدار اور اُس سے ہم کلامی نصیب ہو۔) پس وہ لوگ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمتِ اَقدس حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے اِشْفَعْ اِلٰی رَبِّکَ'' کہ اپنے رب سے ہماری سفارش کر دیجیے'' تا کہ ہمیں اِس اضطراب' پریشانی اور مصیبت سے چھٹکارا ملے۔ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے لَسْتُ لَھَا وَلٰکِنْ عَلَیْکُمْ بِاِبْرَاھِیْمَ فَاِنَّہٗ خَلِیْلُ الرَّحْمٰن 'یعنی'' میں اِس کے لئے نہیں ہوں' لیکن حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس جاؤ' وہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے خلیل ہیں پھر وہ لوگ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس جائیں گے اور اُن کے سامنے شفاعت کا اپنا سوال پیش کریں گے' وہ بھی فرمائیں گے میں اِس کام کے لئے نہیں ہوں' وَلٰکِنْ عَلَیْکُمْ بِمُوْسٰی فَاِنَّہٗ کَلِیْمُ اللّٰہِ 'لیکن تمہیں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس جانا چاہیے وہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے کلیم ہیں۔ جنہیں اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے بلاواسطہ ہمکلامی کا شرف بخشا ہے تو لوگ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے اور اپنی وہی عرض اُن کے سامنے رکھیں گے۔ وہ بھی یہی فرمائیں کہ میں اِس کے لئے نہیں ہوں۔ تمہیں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس جانا چاہیے۔ فَاِنَّہٗ رُوْحُ اللّٰہِ وَکَلِمَتُہٗ '' کہ وہ روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں''۔ یعنی اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے اُن کو انسانی پیدائش کے عام مقررہ اسباب کے بغیر صرف اپنے حکم سے پیدا کیا ہے اور اُن کو غیر معمولی قسم کی روح اور روحانیت بخشی ہے۔ لوگ حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمتِ اَقدس میں حاضر ہوں گے اور اُن سے شفاعت کی درخواست کریں گے وہ بھی

دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح فرمائیں گے لَسْتُ لَهَا ''میں اس کام کے لئے نہیں ہوں''۔ تمہیں اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے محبوب امام الانبیاء ختم المرسلین حضرت محمد ﷺ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہونا چاہیے۔ چنانچہ مخلوقِ خدا بارگاہِ مصطفےٰ کریم ﷺ میں حاضر ہوگی۔ رسولِ کریم ﷺ فرماتے ہیں۔ فَيَأْتُوْنِيْ فَأَقُوْلُ اَنَا لَهَا یعنی ''لوگ پھر میرے پاس آئیں گے (اور مجھے شفاعت کے لئے عرض کریں گے) تو میں کہوں گا' ہاں! میں اس کام کے لئے ہوں''۔ اور یہ میرا ہی کام ہے آپ ﷺ فرماتے ہیں پھر میں اپنے رَبِّ کریم کی بارگاہِ اقدس میں حاضری کی اجازت مانگوں گا مجھے اجازت عطا فرمائی جائے گی۔ پھر اُس وقت اللہ ربُّ العزت مجھے اپنی خاص حمدیں اپنی تعریف کے لئے اِلہام فرمائے گا جو ابھی میرے علم میں حاضر نہیں تو اُس وقت میں اُنہی الہامی محامد کے ذریعے ربِ ذوالجلال والاکرام کی حمد وثنا کروں گا۔ ثُمَّ اَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا ''پھر میں ربِ کائنات کے آگے سربسجود ہو جاؤں گا''۔ اِس کے بعد اللہ (عزوجل) کی طرف سے اِرشاد فرمایا جائے گا'' يَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَاْسَكَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ ''اے محمد (صلی اللہ علیک وسلم) اپنے سر (اَنور) کو اُٹھائیں جو آپ ﷺ نے کہنا ہے' کہیں' آپ ﷺ کی بات سنی جائے گی' جو مانگنا ہے' مانگیں' آپ ﷺ کو عطا فرمایا جائے گا۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں فَاَقُوْلُ يَارَبِّ اُمَّتِيْ اُمَّتِيْ ''میں بارگاہِ ربُّ العزت میں عرض کروں گا۔ اے میرے رب میری اُمت میری اُمت''یعنی میری اُمت پر آج رحم فرمایا جائے اور میری اُمت کو بخش دیا جائے۔ بس مجھے فرمایا جائے گا اِنْطَلِقْ فَاَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ شَعِيْرَةٍ مِنْ اِيْمَانٍ فَانْطَلِقْ فَاَفْعَلُ ''جایئے اور جس کے دِل میں جَو کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو اُس کو نکال لیں''۔ چنانچہ ربِ ذوالجلال کے اِرشاد مبارک کے بعد میں جاؤں گا اور ایسا ہی کروں گا جن کے دِلوں میں جَو کے برابر اِیمان ہوگا اُن کو نکال لوں گا۔ بعد ازیں پھر میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہِ کرم کی

طرف لوٹوں گا پھر اُنہی اِلہامی تعریفی کلمات سے ربّ کائنات کی حمدوثناء کروں گا اور اللہ کریم کی جناب میں سجدہ ریز ہو جاؤں گا' پھر مجھے فرمایا جائے گا' اے محمد (صلی اللہ علیک وسلم) اپنا سر (مبارک) اُٹھائیں' آپ ﷺ کہیں' آپ ﷺ کی بات سنی جائے گی' آپ ﷺ مانگیں' آپ ﷺ کو عطا فرمایا جائے گا اور شفاعت کریں شفاعت قبول کی جائے گی۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں: **فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ اُمَّتِىْ اُمَّتِىْ** ''میں عرض کروں گا' اے میرے رب میری اُمت میری اُمت''۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائے گا' جایئے اور جن کے دل میں ذرّہ یا رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہو اُن کو بھی نکال لیں۔ رسولِ کریم ﷺ فرماتے ہیں' میں جاؤں گا اور ایسا کروں گا یعنی جن کے دِلوں میں ذرّہ برابر یا رائی کے دانے کے برابر نورِ ایمان ہوگا اُن کو بھی نکال لوں گا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہِ کرم کی طرف پھر لوٹوں گا اور پھر اُن ہی اِلہامی تعریفی کلمات کے ذریعے اللہ جل شانہ کی حمدوثنا کروں گا اور بارگاہ ربّ کائنات میں سجدہ ریز ہو جاؤں گا پھر مجھ سے فرمایا جائے گا' یا محمد (صلی اللہ علیک وسلم) اپنے سر (مبارک) کو اُٹھایئے جو مانگنا چاہیں' مانگیں' آپ ﷺ کو عطا فرمایا جائے گا اور جو سفارش کرنا چاہیں' کریں' آپ ﷺ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں پھر عرض کروں گا' اے میرے رب میری اُمت میری اُمت۔ پھر اِرشادِ باری تعالیٰ ہوگا' **اِنْطَلِقْ فَاَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِىْ قَلْبِهٖ اَدْنٰى مِثْقَالَ حَبَّةٍ خَرْدَلَةٍ مِنْ اِيْمَانٍ فَاَخْرِجْهُ مِنَ النَّارِ** ''جایئے اور جس کے دل میں رائی کے دانہ سے کم سے کمتر بھی ایمان ہے اُن کو بھی دوزخ سے نکال لیں۔'' اِس کے بعد چوتھی مرتبہ پھر بارگاہِ ربّ ذوالجلال میں لوٹ کر آؤں گا اور اُن ہی اِلہامی تعریفی کلمات سے ربّ کائنات کی حمدوثناء کروں گا پھر اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے حضور سربسجود ہو جاؤں گا پھر مجھے فرمایا جائے گا' یا محمد (ﷺ) اپنا (نورانی) سر (مبارک) اُٹھایئے اور جو کہنا چاہتے ہیں' کہیئے آپ ﷺ کی بات سُنی جائے گی اور جو آپ ﷺ مانگنا چاہتے ہیں' مانگیں

آپ ﷺ کو عطا فرمایا جائے گا' اور جو شفاعت کرنا چاہیں' شفاعت کریں' آپ ﷺ کی شفاعت قبول فرمائی جائے گی، آپ ﷺ فرماتے ہیں پھر میں عرض کروں گا یَارَبِّ ائْذَنْ لِیْ فِیْمَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ لَیْسَ ذَالِکَ لَکَ وَلٰکِنْ وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ وَکِبْرِیَائِیْ وَعَظْمَتِیْ لَاُخْرِجَنَّ مِنْهَا مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ "اے میرے رب مجھے اس کے متعلق اجازت عطا فرما جس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا ہو۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ) فرمائے گا یہ کام آپ ﷺ کا نہیں ہے لیکن مجھے میری عزت وجلال اور میری عظمت و کبریائی کی قسم میں خود دوزخ سے ان سب کو نکال لوں گا۔ جنہوں نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا ہو۔"

یہ حدیث شریف خبرِ غیب ہے جو نبی کریم ﷺ نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے عطا کردہ علم غیب کی روشنی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذریعے پوری اُمت کو عطا فرمائی ہے اس حدیث شریف میں جَو کے برابر، رائی کے دانہ کے برابر اور رائی کے دانہ سے کم سے کمتر دل میں ایمان کا جو ذکر فرمایا گیا ہے' اس سے مراد نورِ ایمان اور ثمراتِ ایمان کے خاص خاص درجے ہیں جن کا ادراک ہمیں تو نہیں ہوتا لیکن نبی کریم ﷺ نورِ نبوت اور نورِ بصیرت سے دِلوں میں دیکھ لیں گے۔ ایسے لوگوں کی شفاعت کر کے بخشش کروالیں گے۔ حدیث شریف کے آخری حصہ میں مذکور ہے کہ اُن لوگوں کے بارے میں اجازت دی جائے جنہوں نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا ہو۔ اِس سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے۔ کیونکہ صرف لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا پڑھنا اُسی وقت سود مند اور باعث نجات ہے جب مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (ﷺ) کو مان کر اقرار کیا جائے گا۔ شفاعت کی ترتیب سے یہ پتا چلتا ہے کہ جنہوں نے رسولِ کریم ﷺ کے فرمانے پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات وحدہٗ لاشریک کا اقرار کرلیا لیکن عملِ خیر سے خالی رہے کبھی کوئی نیک عمل نہ کیا ہوگا۔ دل میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی عظمت کا اعتقاد اور رسولِ کریم ﷺ کی تعظیم وتوقیر کا اعتقاد رکھے رہا۔ اُن کی شفاعت ہوگی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی مروی دوسری روایت ہیں حضرت آدم علیہ السلام کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پہلے اہل محشر کے حضرت نوح علیہ السلام کی خدمت اقدس میں بھی حاضر ہونے کا ذکر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عام اہل محشر کے لئے حساب اور فیصلہ کی بھی شفاعت فرمائیں جس کو ''شفاعتِ کبریٰ'' کہتے ہیں۔ اِس حدیث شریف میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام شفاعت فرمائیں جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی روایات میں ہے۔ اَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَاَوَّلُ مُشَفَّعٍ یعنی ''سب سے پہلے میں شفاعت کرنے والا ہوں اور سب سے پہلے میری شفاعت منظور ہوگی''۔

قیامت کے دن تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی خدمت میں حاضری اور اُن تمام کا شفاعت کرنے کے لئے اظہار معذوری یہ سب کچھ منجانب اللہ (عزوجل) اِس لئے ہوگا کہ عملی طور پر معلوم ہوجائے کہ اِس شفاعت کا ''منصب اور مقام محمود'' اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ کے آخری نبی کریم محبوبِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص ہے بہرحال اُس دن یہ سب کچھ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وشان اور رفعتِ مقام کے اظہار کے لئے ہوگا۔

شفاعت واجب:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ قَالَ حِیْنَ یَسْمَعُ النِّدَآءَ اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَآئِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ حَلَّتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ [۲۵]

''جو شخص اذان سنے (اور جواب دے) اور یہ دُعا کرے: اَللّٰھُمَّ تا

[۲۵] بخاری جلد ا ص ۸۶ حدیث نمبر ۶۱۴' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۶۵۹' ابوداؤد حدیث نمبر ۵۲۹' ترمذی حدیث نمبر ۲۱۱' نسائی حدیث نمبر ۶۸۰' ابن ماجہ حدیث نمبر ۷۲۲' مرقاۃ جلد ۲ ص ۳۳۰۔

وَعَدْتَّہٗ تو اُس کے لئے روز قیامت میری شفاعت واجب ہوگئی''۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَيَّ فَاِنَّهٗ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلٰوةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ فَاِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا يَنْبَغِيْ اِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ اللّٰهِ وَاَرْجُوْا اَنْ اَكُوْنَ اَنَا هُوَ فَمَنْ سَالَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ [۲۶]

''جب تم موذن کی اذان سنو تو اُس کی مثل کہو جو وہ کہتا ہے پھر مجھ پر دُرود (شریف) بھیجو اِس لئے کہ جو شخص مجھ پر ایک بار دُرود (شریف) بھیجتا ہے اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرماتا ہے پھر میرے لئے اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے وسیلہ طلب کرو کہ وہ وسیلہ جنت میں ایک مقام ودرجہ ہے جو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے بندوں میں سے ایک بندے کے لائق ہے اور مجھے اُمید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں تو جو شخص میرے لئے اللہ (عزّ وجل) سے وسیلہ کا سوال کرے گا، اُس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

اُمّتی شفاعت کریں گے:

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِنَّ مِنْ اُمَّتِيْ يَشْفَعُ لِلْفِئَامِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّشْفَعُ لِلْقَبِيْلَةِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّشْفَعُ لِلْعُصْبَةِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّشْفَعُ لِلرَّجُلِ حَتّٰى يَدْخُلُوا الْجَنَّةَ۔ [۲۷]

---

[۲۶] مسلم جلد ۱ ص ۱۶۶ حدیث نمبر ۳۸۴، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۶۵۷، مرقاۃ جلد ۲ ص ۳۲۷، ابوداؤد حدیث نمبر ۵۲۳، ترمذی حدیث نمبر ۳۶۱۳، نسائی حدیث نمبر ۶۷۸، مسند احمد ج ۲ ص ۱۶۷۔

[۲۷] ترمذی حدیث نمبر ۲۴۴۰، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۶۰۲، مسند احمد جلد ۳ ص ۲۰۰، مرقاۃ جلد ۱۰ ص ۲۷۲، کنز العمال حدیث نمبر ۳۴۴۷۲۔

''میری اُمّت میں سے بعض وہ ہیں جو ایک جماعت کی شفاعت کریں گے بعض وہ ہیں جو ایک قبیلہ کی شفاعت کریں گے بعض ایک کنبہ کی شفاعت کریں گے بعض صرف ایک آدمی کی شفاعت کریں گے حتیٰ کہ یہ لوگ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **يَشْفَعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلٰثَةٌ الْاَ نْبِيَآءُ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ الشُّهَدَآءُ** ''قیامت کے دن تین جماعتیں شفاعت کریں گی انبیاء کرام (علیہم السلام) پھر علماء (کرام) اور پھر شہدا (عظام)''

روزہ اور قرآنِ مجید شفیع:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: **اَلصِّيَامُ وَالْقُرْآنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ يَقُوْلُ الصِّيَامُ اَیْ رَبِّ اِنِّی مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَا الشَّهَوٰتِ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِیْ فِيْهِ وَيَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَشَفِّعْنِیْ فِيْهِ فَيُشَفَّعَانِ** [۲۸]

''رمضان (المبارک) اور قرآن (مجید) دونوں بندے کی شفاعت کریں گے۔ ماہ رمضان المبارک (یعنی روزہ) کہے گا اے میرے رب بے شک میں نے اس بندے کو کھانے اور شہوت کی چیزوں سے دن کو روکے رکھا تو اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔ قرآنِ مجید کہے گا' میں نے اِسے رات کو سونے سے روکا' میری شفاعت بھی اِس کے حق میں قبول فرما تو دونوں کی شفاعت قبول کی جائے گی''۔

---

[۲۸] مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۹۶۳' مرقاۃ جلد ۴ ص ۳۹۵' مسند احمد جلد ۲ ص ۱۷۴' الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۳۵۳' کنز العمال حدیث نمبر ۲۳۵۷۵۔